اور ہمارا اس مضمون کا واحد مقصد یہ ہے کہ ذکاۃ کی رقم کو اہلِ مدارس کی ناجائز فرمائش دی جاتے، خواہ وہ بے اصولے طور پر ہی سہی، اور فی سبیل اللہ کی رو سے کسی بھی مد ... مزدوری کا مستحق سے انکار کر دیا جاتے۔ اگرچہ وہ اصولی اعتبار سے کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی غرض سے عجیب وغریب قسم کے مجانسوں اور مغالطہ آرائیوں سے کام لے کر تلبیسِ حق کی ایسی مثال قائم کر دی ہے جو علمی دنیا میں بالکل نادر و نایاب ہے۔ اور اس اعتبار سے یہ پورا مضمون خرافات کا ایک طومار دکھائی دیتا ہے۔ جس میں حق و صداقت کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں معترض نے موٹی موٹی کتابوں کے حوالے محض لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے دئے ہیں۔ وہ بات بات پر محض الزامی جوابات اور تھوڑی دیر کے لئے "منہ بند کرنے کے والی تکنیک" پر تکیہ کرتے ہوئے مغالطوں کا ایک انبار لگاتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ سب نفسیاتی حربے ہیں تاکہ فریقِ مخالف مغالطہ آرائیوں کے اس انبار میں کھو کر مبہوت و ششدر رہ جائے مگر ظاہر ہے کہ علم و تحقیق کی دنیا میں اس قسم کی دھاندلی قطعاً کام نہیں دے سکتی اور محض علمی مجانسوں کے ذریعہ لوگوں کا منہ بند نہیں کیا جا سکتا۔ بقول اقبال ؏

تیرے حرم میں چھپا دی ہے روحِ بت خانہ

مولویانہ رعب و دبدبہ

اوپر پیش کردہ محض ایک مثال ہی سے معترض کے مزعومات کا پول بخوبی کھل جاتا ہے اور ان کی علمیت کی "گہرائی" پوری طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ جو فریقِ مخالف کو موٹی موٹی ادبی و شرعی گالیاں دے کر عوام کی بزم میں رسائی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس قسم کے لوگوں کی ذہنیت یہ ہوتی ہے کہ جب ان کے پاس کہنے کے لئے "کچھ بھی" نہیں ہوتا تو وہ اپنا آخری حربہ یا اپنے ترکش کا آخری تیر (کفر یا گمراہی کا فتویٰ) استعمال کرنے پر اتر آتے ہیں۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرعون

کی ذہنیت بتاتی ہے کہ جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بحث و مباحثہ کرتے کرتے دلیل و استدلال کے میدان میں ہار گیا اور اس کے پاس کہنے کے لئے مزید کچھ بھی باقی نہیں رہ گیا تو بالآخر اس نے اپنا آخری داؤ (اقتداری قوت) کے حربے کو آزماتے ہوئے حضرت موسیٰ سے اس طرح مخاطب ہوا۔

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ :-

فرعون نے کہا کہ اگر تو نے میرے سوا کسی دوسرے کو معبود بنایا تو میں تجھے قید کر دوں گا۔

(شعراء: ۲۹)

اور ٹھیک یہی "مولویانہ رعب" اور فرعونیت مذکورہ بالا تحریر میں بھی نظر آتی ہے۔ اور یہ ساری گھن گرج اس لئے ہے تاکہ وہ عوامی جذبات کا استحصال کرتے ہوئے سطحی فوائد حاصل کر سکیں۔ ظاہر ہے کہ یہ "گندم نما جو فروشانہ" حرکت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ معترض جیسی ذہنیت رکھنے والے مولوی صاحبان کسی بھی نئی "تحقیق" سے اس لئے گھبراتے ہیں کہ کہیں وہ ان کے خلاف نہ پڑ جائے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں عوام پر ان کی "گرفت" ڈھیلی ہو سکتی ہے۔ اسی لئے وہ عوام پر اپنی گرفت محض فتووں کے سہارے مضبوط رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے "سنگھاسن" کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔ مگر اب اس طلسم کو ٹوٹنا ضروری ہے بہر حال معترض کی یہ پوری تحریر "این دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ" کے مصداق ہے، جسے بہر صورت دریا برد کرنا چاہئے۔

ان تمہیدی مباحث کے بعد اب معترض کے مزعومات کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے اور ان کے ایک ایک غلط اور بے بنیاد دعوے کا علمی و تحلیلی انداز میں آپریشن کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا جاتا ہے، تاکہ علمی دنیا کے سامنے تمام حقائق وضاحت کے ساتھ آجائیں۔

(جاری)